احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

بدھ 30 جنوری 2002ء

روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 61

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

بدھ 30 جنوری 2002ء 15 ذی قعد 1422 ہجری - 30 صلح 1381 ہش جلد 52-87 نمبر 26

بخشش کا طلبگار

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریمؐ بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا کرتے۔

غُفْرَانَکَ

یعنی اے اللہ میں تیری مغفرت کا طلبگار رہوں

(جامع ترمذی کتاب الطہارۃ باب مایقول اذا خرج من الخلاء حدیث نمبر 7)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

وہ غفور رحیم ہے یعنی اس کی مغفرت سرسری اور اتفاقی نہیں بلکہ وہ اس کی ذات قدیم کی صفت قدیم ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے اور جوہر قابل پر اس کا فیضان چاہتا ہے یعنی جب کبھی کوئی بشر بروقت صدور لغزش وگناہ بہ ندامت وتوبہ خدا کی طرف رجوع کرے تو وہ خدا کے نزدیک اس قابل ہو جاتا ہے کہ رحمت اور مغفرت کے ساتھ خدا اس کی طرف رجوع کرے اور یہ رجوع الٰہی بندہ نادم اور تائب کی طرف ایک یا دو مرتبہ میں محدود نہیں بلکہ یہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں خاصہ دائمی ہے اور جب تک کوئی گنہگار توبہ کی حالت میں اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ خاصہ اس کا ضرور اس پر ظاہر ہوتا رہتا ہے پس خدا کا قانون قدرت یہ نہیں ہے کہ جو ٹھوکر کھانے والی طبیعتیں ہیں وہ ٹھوکر نہ کھاویں یا جو لوگ قویٰ بہیمیہ یا غضبیہ کے مغلوب ہیں ان کی فطرت بدل جاوے بلکہ اس کا قانون جو قدیم سے بندھا چلا آتا ہے۔ یہی ہے کہ ناقص لوگ جو بمقتضائے اپنے ذاتی نقصان کے گناہ کریں وہ توبہ اور استغفار کرکے بخشے جائیں۔

(براہین احمدیہ - روحانی خزائن جلد 1 ص 177)

توّاب اور غفور کے یہ معنی ہیں کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور گناہ بخشنے والا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان اپنی فطرت میں نہایت کمزور ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے صدہا احکام کا اس پر بوجھ ڈالا گیا ہے۔ پس اس کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے بعض احکام کے ادا کرنے سے قاصر رہ سکتا ہے اور کبھی نفس امارہ کی بعض خواہشیں اس پر غالب آجاتی ہیں۔ پس وہ اپنی کمزور فطرت کی رو سے حق رکھتا ہے کہ کسی لغزش کے وقت اگر وہ توبہ اور استغفار کرے تو خدا کی رحمت اس کو ہلاک ہونے سے بچالے۔ اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ اگر خدا توبہ قبول کرنے والا نہ ہوتا تو انسان پر یہ بوجھ صدہا احکام کا ہرگز نہ ڈالا جاتا۔ اس سے بلاشبہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا توّاب اور غفور ہے۔ اور توبہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان ایک بدی کو اس اقرار کے ساتھ چھوڑ دے کہ بعد اس کے اگر وہ آگ میں بھی ڈالا جائے تب بھی وہ بدی ہرگز نہیں کرے گا۔ پس جب انسان اس صدق اور عزم محکم کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا جو اپنی ذات میں کریم و رحیم ہے وہ اس گناہ کی سزا معاف کر دیتا ہے۔ اور یہ خدا کی اعلیٰ صفات میں سے ہے کہ توبہ قبول کرکے ہلاکت سے بچالیتا ہے۔ اور اگر انسان کو توبہ قبول کرنے کی امید نہ ہوتو پھر وہ گناہ سے باز نہیں آئے گا۔

(چشمہ معرفت - روحانی خزائن جلد 23 ص 189)

خصوصی درخواست دعا

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی طبیعت چند دن سے کمزور ہو رہی تھی اور بائیں طرف درد محسوس کرتے تھے۔ اب ڈاکٹروں کے مشورہ سے واشنگٹن کے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب کرام سے حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرضہ کی سکیم کا اعلان

پرائیویٹ پریکٹس کرنے والے ڈاکٹروں کے لئے پنجاب حکومت نے سود سے پاک قرضہ دینے کی سکیم کا اعلان کیا ہے۔ ڈاکٹروں کو کلینک یا پرائیویٹ ہسپتال کے لئے 4 لاکھ سے 12 لاکھ تک قرضہ مل سکتا ہے۔ تفصیل کے لئے 13 جنوری کا دی نیوز اخبار یا پنجاب ہیلتھ فاؤنڈیشن - پونچھ ہاؤس 38 - ملتان روڈ لاہور فون نمبر 58-7562856 سے رابطہ کریں۔

(ناظر صنعت وتجارت)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پھولوں اور پھلوں کی ورائٹی

گلشن احمد نرسری ربوہ میں فروٹ کی تمام ورائٹی مثلاً آلوچہ - آلو بخارا - جاپانی پھل لاچی خوبانی - بادام - ناشپاتی - سیب انجیر افغانی اور سٹرابری وغیرہ موجود ہے۔ اسی طرح موسمی پھولوں کی پنیریاں اور تازہ گلاب کے پودے 10 روپے میں حاصل کریں۔ ان کے علاوہ گلاب کی پتیاں - گلاب کے ہار - گلیڈی اولا کی سٹک اور بلب اور نرگس کے بلب نیز سدا بہار پودے اور نئے گملوں کی ورائٹی خصوصی رعائت کے ساتھ دستیاب ہیں۔ موسم بہار کی آمد پر پودوں کی قیمتوں میں خصوصی رعایت کی گئی ہے نیز گھروں میں خوبصورت پلاٹ بنوانے کے لئے گلشن احمدی نرسری فون نمبر 213306 سے رجوع کریں۔

(انچارج گلشن احمد نرسری ربوہ)

عرفانِ حدیث

نمبر 101

مرتبہ: عبدالسمیع خان

مقدس قربانیاں

ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن سعدؓ سے جنگ احد میں حضور ﷺ کو لگنے والے زخموں کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ کون رسول اللہؐ کے زخموں کو دھو رہا تھا اور کون پانی ڈال رہا تھا اور کون سی دوا لگائی گئی۔ رسول اللہؐ کی بیٹی فاطمہؓ آپؐ کے زخم دھو رہی تھیں اور علیؓ ڈھال سے پانی انڈیل رہے تھے۔ جب فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون زیادہ بہتا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور راکھ زخم پر لگادی جس سے خون رک گیا۔ اسی دن آپ کے دانت بھی شہید ہوئے اور آپؐ کے چہرہ مبارک پر بھی زخم آئے اور سر پر پہنا ہوا خود (پتھر مار کر) توڑ اگیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب ما اصاب النبی حدیث نمبر 3767)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

یہ یاد رکھنے کے لائق بات ہے کہ اول خون بہانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کا خون بار ہا اس طرح بہا ہے جیسے قربانیاں ذبح کر دی گئی ہوں۔ ایک دفعہ نہیں متعدد دفعہ ایسا ہوا ہے اور آپؐ ہی ان معنوں میں اول الشہداء ہیں اور آپ کے بڑھنے سے پھر باقی قوم نے قدم آگے بڑھایا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خون اس راہ میں نہ بہایا جاتا تو صحابہؓ کو توفیق نہ مل سکتی تھی کہ اس شان کے ساتھ خدا کے حضور اپنے خون کی قربانیاں پیش کریں اور آج بھی اسی دور کا فیض ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں اقدام کا فیض ہے کہ ہمیں بھی یہ توفیق مل رہی ہے۔

اللہ مجھے ضبط کی توفیق دے کیونکہ یہ بہت ہی اہم مضمون ہے لیکن بہت دردناک ہے۔ ابو حازم بیان کرتے ہیں اور یہ حدیث بخاری کتاب المغازی سے لی گئی ہے کہ سہلؓ بن سعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کی بابت پوچھا گیا۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھونے والے اور پانی ڈالنے والے دونوں کو دیکھا ہے' میں دونوں کو جانتا ہوں۔ نیز جس چیز سے علاج کیا گیا تھا وہ بھی میرے علم میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسولؐ زخموں کو دھوتی تھیں اور حضرت علیؓ بن ابی طالب ڈھال سے پانی ڈالتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون زیادہ بہتا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور راکھ زخم پر لگادی اس طرح خون رک گیا۔

یہ آج کے زمانے کے لئے بھی ایک سبق ہے جب اور کوئی فوری چیز مہیا نہ ہو تو راکھ جلا کر ڈالنے کا طریق عربوں میں رائج تھا اور یہ بہت عمدہ طریق ہے اس پہلو سے کہ اس میں تمام جراثیم جلنے سے مرجاتے ہیں اور راکھ میں خدا تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہے کہ خون جذب کر کے وہ اس مقام پر جہاں سے خون بہہ رہا ہو' بیٹھ جاتی ہے اور خون بند ہو جاتا ہے۔ یہ ضمناً میں عرض کر رہا ہوں کیونکہ ایسے واقعات جماعت میں ہوتے رہتے ہیں ان کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اس روز حضورؐ کے سامنے والے دندان مبارک ٹوٹ گئے تھے' آپؐ کا چہرہ مبارک زخمی تھا اور خود ٹوٹ چکا تھا اور ٹوٹا ہوا خود آپؐ کے سر میں دھنس گیا تھا یہاں تک کہ جب نکالنے والے نے دانتوں سے کھینچ کر نکالا تو اپنے دانت بھی ٹوٹ گئے۔ اس قدر شدت کے ساتھ وہ اندر دھنسا ہوا تھا۔

کتاب الجہاد و السیر' بخاری ہی سے ایک حدیث لی گئی ہے۔ حضرت جندبؓ بن سفیان بیان فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ میں تھے کہ آپؐ کی انگلی زخمی ہوگئی یعنی سارا بدن زخموں سے چور رہا ہے مختلف وقتوں میں لیکن ایک جنگ میں انگلی کو زخم آیا تو آپؐ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔ تو تو صرف انگلی ہی ہے اور نصیب دیکھ اپنا کہ خدا کی راہ میں خون بہا رہی ہے۔ پس وہ جو مختلف مواقع پر خدا کے پیار کی نظریں پڑا کرتی تھیں سب سے زیادہ وہ مواقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آئے ہیں اور خدا نے ان مواقع کو اس پیار سے دیکھا کہ جس پیار سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم انگلی کو دیکھ رہے تھے وہ اللہ کی نظریں پڑ رہی تھیں جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے (۔) تو نے تیر نہیں چلایا بلکہ اللہ نے تیر چلایا تو گویا خدا کے الفاظ میں آپ اس انگلی کو مخاطب تھے کہ بڑی خوش نصیب ہے تو اللہ کی راہ میں تجھے خون بہانے کی توفیق مل گئی۔

بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ عزوجل اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا انسؓ بن نضر جنگ بدر میں شامل نہیں ہو سکے تھے اور اس کا ان کو بڑا افسوس ہوا تھا۔ آپؓ نے ایک دفعہ کہا اے اللہ کے رسول پہلی جنگ آپؐ نے مشرکین سے لڑی اس میں میں شامل نہیں ہو سکا' آئندہ کبھی مشرکین سے جنگ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے موقع دیا تو میں اللہ کو دکھاؤں گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ آیت کریمہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منهم من قضى نحبه ان قربانی دینے والوں میں ان خدا کی راہ میں خون بہانے والوں میں سے وہ بھی تھے کہ جنہوں نے اپنی منتوں کو پورا کر دیا۔ بڑا دعویٰ کیا کہ میں خدا کو دکھاؤں گا اور واقعتہً دکھا دیا۔

ان کے متعلق جو واقعہ درج ہے وہ یہ ہے۔ جب احد کی لڑائی ہوئی تو ایک موقع ایسا آیا کہ مسلمان بکھر گئے۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے آپ لوگ بارہا سن چکے ہیں جب جنگ نے پانسا پلٹا اور تھوڑی دیر کے لئے مسلمان بکھر گئے اس وقت کی بات ہے۔ اس پر انسؓ نے کہا یہ انس بن مالک کی روایت ہے مگر ان کے چچا کا نام بھی انس تھا' تو انس نے کہا سے مراد ہے کہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے جن کی قربانی کا واقعہ ہے انہوں نے کہا۔ اے میرے اللہ میں تیرے حضور ان لوگوں کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ عجیب پیارا کلام ہے۔ وہ صحابہ جو بکھر گئے تھے آپ جانتے تھے کہ جان کے نہیں بکھرے مجبور و بے اختیار ہو گئے ہیں۔ تو اللہ کے حضور کہتے ہیں میں معذرت چاہتا ہوں اور معذرت پیش کرنے والے کے اوپر سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی بہادری اور اپنی قربانی کے ذریعے ثابت کر دے کہ جو مجبور نہ ہوئے ہوں جن کو یہ اختیار ہوا پنے اوپر کہ میدان جنگ میں اپنی جان جھونک دیں وہ یہ کیا کرتے ہیں تو گویا کہ آپؓ نے صحابہؓ کو اپنی قربانی میں شامل کر لیا۔ میں اس معذرت کے کلام کو یوں سمجھتا ہوں کہ اس معذرت کے ساتھ پھر آپ نے جو جانی قربانی پیش کی ہے وہ اس معذرت کے قبول کرنے میں مددگار ہوگی اور ساتھ یہ کہا کہ میں دشمنوں کے ظالمانہ سلوک سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر وہ آگے بڑھے تو ان کو سعدؓ بن معاذ ملے۔ انسؓ بن نضر نے ان سے کہا اے سعد! دیکھو جنت قریب ہے۔ رب کعبہ کی قسم مجھے احد کے ادھر سے اس کی خوشبو آرہی ہے۔ سعدؓ نے اسی جنگ احد کے دوران جب شہداء بکھرے پڑے تھے اور ان کی تلاش ہو رہی تھی۔ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ اس طرح میرے چچا مجھے ملے تھے پھر وہ دشمن پر حملہ کرتے ہوئے اسی ریلے میں کہیں غائب ہو گئے' پھر ان کا پتہ نہیں چلا۔ حضرت انس جو اس واقعہ کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے چچا انس کو ایسی حالت میں شہید پایا کہ اسی (80) سے کچھ اوپر تلوار' نیزے یا تیر کے زخم آئے تھے۔ مشرکین نے ان کی شکل بگاڑ دی تھی۔ کوئی اس نعش کو پہچان نہیں سکتا جسے اتنے زخم آئے ہوں اندازہ کریں کہ وہ آخر وقت تک جب تک دم میں دم تھا لڑتے رہے اور ان کی بہادری کی وجہ سے' ان کے غیر معمولی جرات کے ساتھ حملے کے نتیجے میں بہت سے دشمنوں کو زک اٹھانی پڑی ہے اور اس غصے میں جیسا کہ عربوں میں دستور تھا وہ چہرہ بگاڑ دیا کرتے تھے یعنی نعش کا چہرہ بگاڑ دیا کرتے تھے تو وہ پہچانے نہیں جا سکتے تھے۔ پھر ایسے حال میں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کو بھیجا کہ جاؤ تلاش کرو وہ کہاں ہیں۔ ان کی بہن ساتھ تھیں انہوں نے پہچانا اور انگلیوں کے پورے سے پہچانا۔ ان کی انگلی پر کوئی نشان تھا جو کٹی ہوئی' زخمی انگلی' جو نشان دکھائی دے رہا تھا۔ چنانچہ روایت کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیت اسی قسم کے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہ مومنوں میں سے کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اسے پورا کر دکھایا (۔) اور وہ اپنے اس عہد میں سچے نکلے۔

حضرت قیس بن ابو حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے طلحہؓ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تیروں سے بچا رہے تھے' اپنے ہاتھ پر تیر لے رہے تھے۔ ہاتھ پر معمولی سا بھی کانٹا چبھ جائے تو انسان کا ہاتھ پیچھے ہٹ جاتا ہے' سوئی چبھوئی جائے تو اور بھی زیادہ' خنجر لگے تو اندازہ کریں کہ کتنی بے اختیاری میں انسان کا ہاتھ از خود پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ ناممکن ہے کہ ایک غیر معمولی عزم کے سوا انسان کو توفیق ہو کہ وہ ہاتھ اسی طرح سامنے رکھے۔ حضرت طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے یوں ہاتھ رکھا۔ جو بھی تیر اس طرف آتا تھا اپنے ہاتھ سے روکتے تھے۔ اس وقت تو آپؓ کو توفیق مل گئی کہ اس کو کھڑا رکھا پھر اس کے بعد ہمیشہ کے لئے وہ ہاتھ لنجا ہو گیا' ساتھ لٹکائے پھرتے تھے۔

اب وہ خدا جو چھوٹے چھوٹے زخموں کے نشان پر بھی پیار کی نظر ڈالتا ہے' جو اپنی عبادت کے وقت پڑنے والے گٹوں پر بھی پیار کی نظر ڈالتا ہے' اندازہ کریں کہ حضرت طلحہؓ کے اس ہاتھ کو کس پیار سے دیکھتا ہوگا۔ خدا کی قسم دنیا میں کوئی لنجا ایسا نہیں جس کے ہاتھ پر خدا کے پیار کی نظریں اس طرح پڑتی ہوں جس طرح طلحہؓ کے ہاتھ پر پڑتی رہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں حضرت حمزہؓ کی قربانی کا ذکر ہے۔ یہ مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ کو اس حالت میں پایا

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

گوتم بدھ کو حاصل ہونے والا گیان

مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی

قسط اول

گوتم بدھ کا ذاتی نام جو پیدائش کے وقت رکھا گیا سدھارتھا (Siddhartha) تھا۔ گوت تھی ان کی گوتم (Gotama) جو خاندانی نام کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ اس لحاظ سے پورا نام سدھارتھا گوتم تھا لیکن بعد میں وہ ایک بہت مخصوص و معروف مذہبی تحریک کے بانی کی حیثیت سے گوتم بدھ (Gotama the Buddha) کے نام سے مشہور ہو گئے۔ بدھ کے معنے ہیں عقلمند اور دانا و بینا انسان۔

گوتم بدھ کے مختصر حالات زندگی

وہ چھٹی صدی قبل مسیح کے زمانہ میں شمالی ہندوستان میں پیدا ہوئے اور حسب روایات قدیم پیدا بھی ہوئے شدھودن (Suddhodan) نامی مہاراجہ کے ہاں۔ کہا جاتا ہے کہ اس مہاراجہ کی مملکت موجودہ نیپال اور اس کے قرب و جوار کے علاقہ پر مشتمل تھی اور راجپوتوں کے ساکیہ نامی قبائل کی مملکت کے نام سے موسوم تھی۔ ان کی والدہ کا نام ملکہ مایا (Maya) تھا۔ گوتم بدھ کے زمانہ میں بولی جانے والی زبان پالی اور بھارت ورش کی قدیم زبان سنسکرت ہر دو زبانوں کے نامور ماہر اور محقق دھرمانند کوسمبی نے اپنی گجراتی زبان میں تصنیف کردہ "بھگوان بدھ" نامی کتاب میں اس امر پر اتفاق نہیں کیا ہے کہ گوتم بدھ کسی بڑی مملکت کے حکمران کے ہاں پیدا ہوئے تھے اور یہ کہ ان کی ابتدائی زندگی پر تعیش محلات میں گزری تھی۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں (جس کا اردو ترجمہ ساہتیہ اکیڈمی دہلی نے شائع کیا) تاریخی شواہد کی رو سے ثابت کیا ہے کہ شمالی ہندوستان کے تاریخی تذکروں میں کسی ایسی مملکت کا سرے سے کوئی ذکر نہیں ملتا جس پر راجپوتوں کے ساکیہ قبائل کبھی حکمران رہے ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ شمالی ہندوستان میں ازمنہ قدیم سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ بڑے اور صاحب اقتدار زمیندار بھی راجہ کہلاتے تھے۔ انہیں ان کی وسیع جاگیر کا راجہ کہا جاتا تھا۔ اس لحاظ سے جناب دھرمانند کوسمبی کے نزدیک گوتم بدھ ایک باعزت اور متمول جاگیردار گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اور آغاز جوانی میں وہ اپنے کھیتوں میں خود بھی ہل چلایا کرتے تھے۔ اور اپنی زمینوں پر زراعت کی خود نگرانی کیا کرتے تھے۔ دھرمانند کوسمبی 1876ء میں گوا کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑے ہو کر مہاراشٹر اور گجرات کے مختلف شہروں میں رہ کر پالی اور سنسکرت میں مہارت حاصل کی اور بودھوں کی شریعت "تری پٹک" کے بارہ میں تحقیق کر کے گوتم بدھ اور بدھ مت پر کتب تصنیف کرنے میں بہت نام پیدا کیا۔ دو مرتبہ انہیں ہارورڈ یونیورسٹی امریکہ میں مدعو کیا گیا۔ 1929ء میں پالی زبان کے ایک روسی عالم شچر بیٹسکی کی دعوت پر روس بھی گئے۔ اس طرح ان کی جدید ریسرچ سے امریکہ اور روس کی یونیورسٹیوں میں استفادہ کیا گیا۔ وہ گوتم بدھ کے دل سے معتقد و مداح تھے۔ ان کی گرانقدر تحقیق کا ایک زمانہ معترف تھا۔ عین ممکن ہے کہ ان کی یہ بات بالکل درست ہو کہ گوتم بدھ کسی مہاراجہ کے بیٹے نہیں بلکہ صرف ایک بڑے اور متمول زمیندار کے فرزند تھے۔ اور وہ اپنی زمینوں پر خود ہل چلایا کرتے تھے۔ پر تعیش محلات میں زندگی گزارنے کے واقعات ایک دلچسپ فسانہ کی کڑیاں ہیں اور یہ کہ زیب داستان سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن سر دست ہم کسی بحث میں پڑے بغیر روایتی کہانی کے اس حصے کو درست تصور کر لیتے ہیں کہ گوتم بدھ ایک بڑی مملکت کے حکمران مہاراجہ کے فرزند تھے کیونکہ ہمیں غرض ان کے مذہبی مصلح ہونے کی حیثیت اور ان کے پیدا کردہ انقلاب سے ہے نہ کہ ان کی دنیوی وجاہت اور ظاہری شان و شوکت سے۔

گوتم بدھ کے حالات زندگی پر اس کہانی کی رو سے جسے ہم نے بات آگے بڑھانے کے لئے درست تصور کیا ہے اور جو بدھ مت والوں کے نزدیک مسلمہ حقیقت کا درجہ رکھتی ہے۔ ان کی شادی جب ابھی ان کی عمر صرف سولہ سال تھی یشودھرا (Yashodhara) نامی ایک بہت حسین و جمیل شہزادی سے ہوئی۔ شادی کے بارہ سال بعد جب کہ ان کی عمر 29 سال تھی ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام راحول (Rahula) رکھا گیا۔ حسب روایت یہ بارہ سال انہوں نے غایت درجہ آراستہ و پیراستہ نہایت پرشکوہ محلات کے انتہائی پر تعیش ماحول میں گزارے۔ گرمی، برسات اور جاڑے کے موسمی حالات کے مطابق تین نہایت عالیشان محلات تھے جو اس شاہی جوڑے کے شاہانہ و مسرفانہ زندگی کے لئے مخصوص کئے گئے تھے۔ لیکن عیش و عشرت کی اس بے مقصد زندگی سے ان کا دل بہت جلد بھر گیا اور طبیعت میں رغبت کی بجائے اکتاہٹ غالب آتی چلی گئی۔ حتی "کہ وہ ہر چہار طرف جنگل کی آگ کی طرح پھیلنے اور بڑھنے والے پاپ اور اس کے نتیجہ میں انسانی زندگی کو لاحق ہونے والے گوناگوں روحانی امراض پر سخت پریشان رہنے لگے۔ ان کا دل بروز عیش و آرام اور اردگرد پر تعیش سامانوں کے اہتمام و انصرام سے اچاٹ ہوتا چلا گیا۔ اور یہ فکر انہیں اندر ہی اندر گھلانے لگی کہ دنیا میں پھیلے ہوئے پاپ اور دکھ بھرے روحانی امراض سے لوگوں کو کیسے نجات دلائی جائے۔ اکتاہٹ اور گہرے فکر و تردد کے اس عالم میں بیٹے کی پیدائش نے انہیں ہلا کر رکھ دیا۔ انہیں یوں محسوس ہوا کہ بیوی کے علاوہ ان کے پاؤں میں ایک اور بیڑی پڑ گئی ہے۔ فکر انہیں یہ لاحق ہوئی کہ کہیں بیٹے کی محبت میں محو ہونے سے دنیا سے پاپ اور دکھ دور کرنے کا عزم و ارادہ کمزور نہ پڑ جائے۔ اور وہ پھر عیش و آرام کی زندگی میں مگن رہ کر دنیا کے دکھوں کا کوئی مداوا تلاش نہ کر سکیں۔ بیٹے کی پیدائش ایک ایسا موڑ ثابت ہوئی جس نے ان کی زندگی کے دھارے کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ انہوں نے بڑے سوچ بچار اور عزم و ہمت سے کام لے کر اور عیش و عشرت کی زندگی سے منہ موڑ کر اور سنیاس لے کر لوگوں کے دکھوں کے مداوا کی کوئی راہ تلاش کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ چھ سال کی انتہائی پر مشقت اور جانگسل ریاضت کے بعد انہیں ایک گیان حاصل ہوا۔ ان کے دل میں آیا کہ یہ گیان ایک ایسی روشنی ہے جس سے چاروں طرف پھیلی ہوئی ظلمت دور ہو سکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے شمالی ہندوستان میں گھوم پھر کر وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا۔ برہمنوں کی طرف سے شدید مخالفت کے باوجود انہوں نے ہمت نہ ہاری۔ رفتہ رفتہ پہلے ایک ایک، دو دو اور پھر جوق در جوق لوگ ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ اس طرح وہ بھکشوؤں اور گرہستی والوں کی علیحدہ علیحدہ جماعتیں بنانے میں کامیاب ہو گئے اور یہ جماعتیں ان کی زیرنگرانی وزیر ہدایت یکسر ایک نئے مسلک کا پرچار کرنے لگیں۔ اس کے نتیجہ میں ان کی تعلیم نہ صرف شمالی ہندوستان میں بلکہ سری لنکا، برما، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، ویتنام، کوریا، چین، تائیوان اور جاپان میں پھیلتی چلی گئی۔

یہ ہے مختصر کہانی گوتم بدھ اور ان کے لائے ہوئے مذہبی انقلاب کی۔ لیکن ہمیں ایک یکسر مختلف کہانی بدھ مت کے بنیادی مذہبی لٹریچر "تری پٹک" میں ملتی ہے۔ تاہم ہمیں زیادہ غرض اس کہانی سے نہیں بلکہ ہمیں زیادہ دلچسپی ہے اس گیان سے جو انہیں حاصل ہوا اور جس کا انہوں نے اسی سال کی عمر تک تادم آخر پرچار کیا۔ لیکن انہیں حاصل ہونے والے اصل گیان تک پہنچنے کے لئے ہمیں "تری پٹک" میں مذکور دیومالائی قسم کی ان کی من گھڑت اور فرضی زندگی کی طرف بار بار متوجہ ہونا پڑے گا تاکہ ان کی زندگی کے جن پہلوؤں کو دیومالائی شکل دی گئی ہے انہیں تنقید کی کسوٹی پر پرکھ کر اصل حقائق تک رسائی حاصل کی جا سکے۔ اس کے بغیر گوتم بدھ کے مجاہدے اور انجام کار ان کے اصلاحی کارنامہ کی اہمیت کا اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے۔

گوتم بدھ کی زندگی کا رخ موڑنے والے بعض دیگر واقعات

"تری پٹک" کی رو سے گوتم بدھ کی زندگی میں اس واقعہ کو بہت اہمیت حاصل ہے کہ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنے والے شاہزادہ سدھارتھ (یعنی خود گوتم بدھ) نے ایک روز اپنے شاہی رتھ بان سے کہا کہ وہ اسے رتھ میں سوار کر کے محل سے باہر کی دنیا میں لے جائے تاکہ وہ یہ جان سکے کہ اس کی مملکت کے عام شہری کس حال میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس سیر کے دوران سدھارتھ کی نظر ایک خمیدہ کمر بوڑھے پر پڑی جو لاٹھی کے سہارے قدم اٹھا اٹھا کر مشکل سے چل رہا تھا۔ شہزادہ نے رتھ بان سے پوچھا یہ کون ہے اور اس حال میں کیوں اور کس طرح پہنچا ہے۔ رتھ بان نے جواب دیا یہ ایک بوڑھا شخص ہے۔ پہلے یہ بھی آپ کی طرح نوجوان تھا، بڑی عمر نے اسے بوڑھا اور مضمحل کر دیا ہے۔ شہزادہ نے بڑے متفکرانہ انداز میں پوچھا تو کیا میں بھی آگے چل کر بوڑھا اور لاغر ہو جاؤں گا۔ یہ سن کر شہزادہ اداس ہو گیا اور اس نے گھبرا کر کہا مجھے واپس محل میں لے چلو۔ وہ بہت دلبرداشتہ ہو کر انتہائی فکرمندی اور پریشانی کے عالم میں محل میں واپس لوٹا اور کھویا کھویا سا رہنے لگا گویا کہ وہ بہت گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔ کچھ دنوں کے بعد وہ پھر رتھ میں باہر نکلا۔ اس دفعہ اسے ایک بیمار اور نحیف شخص نظر آیا اور رتھ بان سے یہ معلوم کر کے کہ شدید بیماری نے اسے اس حال میں پہنچایا ہے وہ اس سوچ میں پڑ گیا کہ ایک دن وہ بھی بیمار ہو کر اسی طرح لاغر و کمزور و ناکارہ و بے مصرف ہو جائے گا۔ کچھ دنوں کے وقفہ کے بعد وہ تیسری مرتبہ پھر باہر نکلتا ہے۔ اس دفعہ سیر کے دوران ایک ارتھی نظر آتی ہے۔ اس کے دریافت کرنے پر رتھ بان اسے بتاتا ہے کہ یہ ایک فوت شدہ انسان کی ارتھی ہے۔ لوگ اس کے مردہ جسم کو جلا کر بھسم کر دینے کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ منظر اس کے لئے اور بھی زیادہ غم و اندوہ کا موجب ہوا۔ دنیا کی بے ثباتی اور انسانی زندگی کی ناپائیداری کا اسے شدید احساس ہوا اور وہ سوچنے لگا کہ بڑھاپے، دکھ، بیماری اور موت سے کس طرح نجات حاصل کی جائے۔ کہانی یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ آگے چلتی ہے۔ شہزادہ سدھارتھ ایک دفعہ پھر رتھ میں بیٹھ کر محل سے نکلتا ہے اور رتھ بان سے ایک اور سمت میں چلنے کے لئے کہتا ہے۔ اس دفعہ اسے ایک تارک الدنیا شخص نظر آتا ہے۔ اس تارک الدنیا شخص نے مختصر سے گیروے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنے من کی دنیا میں مگن جنگل کی سمت میں چلا جا رہا تھا۔ شہزادہ کے دریافت کرنے پر اسے بتایا گیا کہ یہ ایک ایسا شخص ہے جس نے زندگی کے تمام علائق سے منہ موڑ کر سنیاس

اختیار کر لیا ہے۔ اس نے حوائج و ضروریات کو کم سے کم کر کے اپنے آپ کو عام انسانوں سے یکسر مختلف بنا لیا ہے اور یہ جنگل کے پرسکون ماحول میں گیان دھیان میں مصروف رہتا ہے۔ شہزادہ اس تارک الدنیا کی حالت سے بہت متاثر ہوا۔ خواہشات سے مبرا زندگی کا یہ انداز اسے پسند آیا اور وہ گہری سوچ میں غرق جلد ہی محل میں واپس لوٹ آیا۔ وہ عیش و عشرت سے منہ موڑ کر تنہائی میں اپنے دن رات بسر کرنے لگا۔ اس طرح زندگی کی حقیقتوں کے بارہ میں سوچنا اس کا معمول بن گیا۔ یہ ساری کہانی ''تری پٹک'' کے ''دیگھ نکائے'' چودھویں ستا میں بڑی تفصیل سے درج ہے۔

داستان سرائی کے لحاظ سے اسے ایک درد انگیز اور بایں ہمہ دلچسپ کہانی ضرور قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہر صاحب فہم شخص جان سکتا ہے کہ ان باتوں کا بھلا حقیقت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ کس قدر بعید از قیاس ہے یہ بات کہ گوتم بدھ بچے سے بڑا ہو کر جوان ہوئے، شادی ہونے کے بعد ایک بچے کے باپ بنے۔ اتنی عمر گزارنے کے باوجود انہیں یہ بھی پتہ نہ تھا کہ انسان بوڑھا اور بیمار ہو کر مر جاتا ہے اور ان لوگوں کے سوا جو بچپن یا جوانی میں ہی فوت ہو جائیں ہر انسان بیمار ہوتا ہے۔ نیز بوڑھا ہو کر ضعیفی کے دور میں سے گزرتا ہے اور خواہ کتنی ہی طویل عمر کیوں نہ پائے اسے بہر حال مرنا بھی ہوتا ہے۔ یہ روزمرہ مشاہدہ میں آنے والی وہ باتیں ہیں جنہیں شعور کی عمر کو پہنچنے والا ایک بچہ بھی جانتا ہے کجا یہ کہ گوتم بدھ کے بارہ میں یہ باور کیا جائے کہ وہ جوان اور شادی شدہ ہونے کے باوجود ان حقیقتوں سے یکسر ناواقف و نابلد تھے۔ یہاں یہ باتیں ایک سچا خواب یا کشف تو ہو سکتی ہیں۔ اور اس خواب یا کشف کے ذریعہ گوتم بدھ کو یہ باور کرایا گیا ہو کہ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے لوگ روحانی امراض اور روحانی ضعیفی کا شکار ہو کر روحانی موت سے ہم آغوش ہو چکے ہیں اور یہ کہ انہیں روحانی موت کے منہ میں جانے سے بچانا از بس ضروری ہے۔

گوتم بدھ کو سنیاس اختیار کرنے پر مجبور کرنے والا ایک اور امر

''دیگھ نکائے'' کے چودھویں ستا سے (جس میں متذکرہ بالا واقعات بیان ہوئے ہیں) پتہ چلتا ہے کہ بھارت ورش میں پائے جانے والے اخلاقی و روحانی انحطاط و فساد و بگاڑ اور روحانی موت کی گرم بازاری و عام فراوانی کے علاوہ ایک اور امر بھی گوتم بدھ کے لئے سخت تشویش کا موجب بنا ہوا تھا اور وہ تھا ہندوؤں میں عام مروج آواگون یا تناسخ کا عقیدہ۔ یہ بات ان کے نزدیک یکسر ناقابل قبول تھی کہ انسان اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے مرنے اور موت واقع ہو جانے کے بعد کسی ارذل مخلوق کی شکل میں کسی اور رحم مادر سے دوبارہ جنم لے کر اس دنیا میں واپس آئے اور پھر ارذل سے ارذل مخلوق کی شکل میں کسی اور رحم مادر سے دوبارہ جنم لے کر اس دنیا میں واپس آئے اور پھر ارذل سے ارذل حالتوں میں بار بار جنم کے ذریعہ مسلسل گرتا ہی چلا جائے۔ اور اس بار بار جنم یا پیدائش کے چکر سے آزاد ہونے کی کوئی راہ نہ نکلے۔ بار بار جنم لینے کے اس لامتناہی چکر سے وہ کس قدر متنفر اور پریشان تھے اس کا اندازہ ان کے ابتدائی دور کے بے ساختہ اظہار پر مشتمل ایک ارشاد سے ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس ارشاد کا اردو ترجمہ یہاں نقل کریں یہ بتانا ضروری ہے کہ ان کا یہ ارشاد ای۔ ایچ۔ بریوسٹر (E.H.Brewster) کی مرتب کردہ انگریزی کتاب ''دی لائف آف گوتما دی بدھا'' (The Life Of Gotama The Buddha) سے ماخوذ ہے۔ اس کتاب کو انگلستان کے پبلشنگ ادارے راؤٹ لیج اینڈ کیگن پال لمیٹڈ (Routledge & Kegan Paul Ltd. London E.C.4) نے پہلی بار 1926 میں شائع کیا تھا۔ پھر 1956ء میں یہ دوبارہ چھپی۔ یہ کتاب تمام تر ''تری پٹک'' کے بعض حصوں کے انگریزی تراجم پر مشتمل ہے۔ مرتب نے اس میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کیا ہے اور اپنی کاوش کو گوتم بدھ کے ارشادات کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ پیش کرنے تک محدود رکھا ہے۔ ''دیگھ نکائے'' کے چودھویں ستا میں ہی مذکور ہے کہ گوتم بدھ نے آواگون کے عقیدہ سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

".....Verily this world has fallen upon trouble; one is born, and grows old, and dies; and falls from one state, and springs up in another. And from this suffering, moreover, no one knows of any way of escape, even from decay and death. O, when shall a way of escape from this suffering be made known, from decay and from death?" (P. 19)

''بلاشبہ یہ دنیا مصیبت میں مبتلا ہو چکی ہے۔ ایک شخص پیدا ہوتا ہے، وہ بوڑھا ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔ وہ ایک حالت سے گزرتا ہے اور دوسری (یعنی مزید گری ہوئی۔ ناقل) حالت میں پھر ابھر آتا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس دکھ اور مصیبت سے بچ نکلنے کا کسی کو کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا۔ گراوٹ اور انحطاط اور موت سے نجات کی کسی کو کوئی سبیل نہیں سوجھ رہی۔ ارذل حالتوں میں گرنے اور بار بار موت سے دوچار ہونے کے دکھ درد سے نجات کے راستہ سے لوگوں کو کب آگاہی حاصل ہو گی؟''

(کتاب مذکور کا صفحہ 19)

بدھ مت کی روایات کی رو سے لوگوں کی عام اخلاقی اور روحانی گراوٹ نیز مرنے کے بعد ارذل سے ارذل تر حالتوں میں بار بار جنم لینے کے چکر سے نجات کا راستہ تلاش کرنے کی شدید تڑپ نے گوتم بدھ کو عیش و عشرت کی زندگی سے یکسر متنفر کر دیا اور وہ ہمہ وقت اسی ادھیڑ بن میں رہنے لگے کہ لوگوں کو وسیع پیمانہ پر پھیلے ہوئے پاپ کے تباہ کن اثرات اور ارذل سے ارذل تر حالت میں بار بار جنم کے لامتناہی چکر سے کیونکر نجات دلائی جائے۔ اس کی خاطر انہوں نے درویشانہ زندگی اختیار کرنے اور خدا سے لو لگا کر دھیان گیان میں وقت گزارنے کا فیصلہ کیا۔ انہیں خیال آیا کہ شاید اس راہ میں عائلی زندگی نیز زرعی جاگیر اور جائیداد کی نگہداشت کی عظیم ذمہ داریاں سد راہ تھیں۔ درویشی اختیار کرنے اور مجاہدات کی صعوبتیں برداشت کرنے سے پہلے والد اور بیوی کی رضامندی حاصل کرنا ضروری تھا اور یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔

سنیاس اختیار کرنے کیلئے اجازت طلبی کی کوشش

آخر گوتم بدھ نے جی کڑا کر کے ایک دن اپنے باپ راجہ شدھودن کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔ وہ اپنے بیٹے کی مسرفانہ زندگی سے بے رغبتی اور وسیع جائیداد سنبھالنے کے کاموں میں عدم دلچسپی سے پہلے ہی بہت فکرمند تھا۔ بیٹے کے ارادہ سے آگاہ ہو کر وہ بہت ٹپٹایا اور اس کے لئے دنیا اندھیر ہو گئی۔ اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو سمجھانے کی بہت کوشش کی اور اس کی منت سماجت کی کہ وہ اپنے اس مہلک ارادہ سے باز آ جائے۔ گوتم بدھ نے بھی طویل بحث و تمحیص کے ذریعہ اپنے جاہ طلب باپ کو سمجھانے کی مقدور بھر کوشش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ میں زندگی اور اس کی ذمہ داریوں سے فرار اختیار نہیں کر رہا بلکہ میں ایک اعلیٰ تر مقصد کی خاطر سنیاس اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ میں پاپ کے گرداب میں پھنسے ہوئے لوگوں کو اس میں سے نکال کر امن و عافیت اور طمانیت کے ساحل مراد تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں وہ راہ تلاش کرنا چاہتا ہوں جس پر چل کر لوگ دکھ، بیماری، بڑھاپے اور موت کے پنجے سے آزاد ہو سکیں۔ راجہ شدھودن نے کہا نہ معلوم یہ دنیا کب سے اسی ڈگر پر چلتی چلی آ رہی ہے۔ اے میرے بیٹے تو ایک ایسے راستے پر چل نکلا ہے جو تجھے کسی منزل پر نہیں پہنچائے گا۔ تو جنگلوں میں مارا مارا پھرے گا اور اسی تگ و دو میں اپنی جان گنوا بیٹھے گا۔ تجھے ناکامی و نامرادی اور تباہی و بربادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ گوتم بدھ نے کہا اچھا میں اپنے ارادہ سے باز آ جاتا ہوں آپ مجھے یہ یقین دلا دیں کہ نہ میں کبھی بیمار ہوں گا، نہ بوڑھا اور لاچار ہوں گا اور نہ کبھی مروں گا۔ راجہ نے کہا میں اس کا یقین کیسے دلا سکتا ہوں جب کہ سارے ہی لوگ بیمار ہوتے، بوڑھے ہو کر لاچاری سے دوچار ہوتے اور موت کا شکار ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ گوتم بدھ نے کہا اگر مجھے یہ ضمانت نہیں دے سکتے تو پھر از راہ نوازش میرے راستہ میں حائل نہ ہوں اور مجھے راہ نجات کی تلاش میں اپنی سی کوشش کرنے دیں۔ راجہ نے یہ جان کر کہ اس کا بیٹا اپنے ارادہ سے باز آنے والا نہیں گفتگو یہیں ختم کر دی لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری اور بیٹے کو اس کے ارادہ سے باز رکھنے کی ایک تدبیر اس کے ذہن میں آئی۔ قبل اس کے کہ ہم اس تدبیر کا ذکر کریں ایک اہم امر کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب گوتم بدھ نے اپنے باپ سے یہ کہا کہ وہ اس امر کی ضمانت دے کہ میں نہ کبھی بیمار ہوں گا، نہ بوڑھا اور لاچار ہوں گا اور نہ کبھی مروں گا تو ان کی مراد ہرگز بھی دنیا میں ہر انسان کو لاحق ہونے والی جسمانی بیماری، جسمانی بڑھاپے اور جسمانی موت سے نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ ایسی نامعقول بات کر ہی نہیں سکتے تھے جو روزمرہ کے مشاہدہ کے سراسر خلاف تھی۔ لوگ بیمار ہوتے، بوڑھے ہوتے اور مرتے چلے آ رہے تھے۔ ان کی مراد یقینی طور پر روحانی بیماریوں، روحانی بڑھاپے اور اس کی لاچاریوں اور روحانی موت کی اسیریوں سے تھی اور وہ روحانی بیماریوں اور روحانی موت سے ہی لوگوں کو نجات دلانا چاہتے تھے۔ اور راجہ جو محض ایک دنیا دار انسان تھا روحانی بیماری اور روحانی موت سے نجات کی ضمانت دینے کا قطعاً اہل نہ تھا۔

اب ہم آتے ہیں راجہ شدھودن کی اس تدبیر کی طرف جو اس نے گوتم بدھ کو سنیاس اختیار کرنے سے روکنے کے سلسلے میں کی۔ اس نے کیا یہ کہ اس نے اپنی بہو یعنی گوتم بدھ کی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے خاوند کو بہلانے پھسلانے اور سمجھانے کی کوشش کرے اور اگر وہ کسی صورت باز نہ آئے تو اس کے سامنے اس کے نوزائیدہ بچہ راہول کو پیش کر کے اس کا واسطہ دے اور اس کو کہے کہ وہ اپنے اس معصوم بچہ پر ترس کھاتے ہوئے اس کی زندگی کی خاطر اپنے ارادہ سے باز آ جائے۔ شہزادی یشودھرا نے اپنے خاوند کے سنیاس اختیار نہ کرنے کے سلسلے میں ہر حربہ آزمایا لیکن وہ اسے رام کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ گوتم بدھ نے بیوی کو سمجھایا کہ وہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ خود اپنے فرزند راہول اور تمام دوسرے لوگوں کو دکھ، بیماری، بڑھاپے اور موت کے چکر سے نکال کر انہیں امن و سلامتی اور حیات ابدی کے راستہ پر چلانا چاہتا ہے۔ جب یہ راستہ انہیں مل جائے گا تو وہ واپس آ جائے گا۔ گوتم بدھ کے عزم و ارادہ کو پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط پا کر بیوی نے گوتم بدھ کے آگے ہتھیار ڈال دئے اور اسے سنسار کی خاطر سنیاس اختیار کرنے کی اجازت دے دی اور اغلباً راجہ کو بھی اس سے مطلع کر دیا۔ چنانچہ حسب فیصلہ ایک روز گوتم بدھ نے سر منڈوایا اور نہانے کے بعد گیروے کپڑے پہنے اور گھر سے بے گھر ہونے کی راہ پر چل نکلے۔

(تفصیلات کے لئے دیکھیں انگریزی کتاب ''دی لائف آف بدھا'' (The Life of Buddha)
مصنفہ ایڈمز بیک (Admas Beck)

درخت بھی جاندار ہیں۔ سانس لیتے ہیں، محسوس کرتے ہیں ان سے پیار کریں۔

مرتبہ: غلام مصطفی تبسم صاحب

ہومیوپیتھی۔ یعنی علاج بالمثل کی روشنی میں

مختلف بیماریوں کا علاج

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی بے نظیر کتاب ''ہومیوپیتھی۔ علاج بالمثل'' کی روشنی میں مختلف بیماریوں اور مسائل کے متعلق حضور کے ارشادات اور تجربات الفضل میں شائع کئے گئے ہیں۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ گزشتہ عرصہ میں جن تکالیف سے متعلق ادویات شائع کی گئی ہیں ان کا انڈکس پیش خدمت ہے۔

1	چند ہومیوادویات جو پودوں سے بنتی ہیں		11 اگست 2000ء
2	تیز اور مختصر ترین علاج		26 جون 2000ء
3	ہومیوپیتھک ادویات اور احتیاطیں		6 اکتوبر 1999ء
4	حفظ ماتقدم کی دوائیں		24 نومبر 2001ء
5	لُو سے بچنے کی دوائیں		19 مئی 2000ء
6	حادثات، چوٹ، زخم کا فوری علاج		13 ستمبر 2000ء
7	دل کی بیماریاں اور ان کا علاج		27 ستمبر 2000ء
8	اسہال اور اس کا علاج		12 جنوری 2001ء
9	پیچش کا علاج		11 نومبر 2000ء
10	معدے کی تکالیف اور ان کا علاج۔	قسط اول	28 فروری 2001ء
	معدے کی تکالیف اور ان کا علاج۔	قسط دوم	یکم مارچ 2001ء
	معدے کی تکالیف اور ان کا علاج۔	قسط سوم	2 مارچ 2001ء
11	نزلہ زکام اور اس کا علاج۔	قسط اول	6 اپریل 2001ء
	نزلہ زکام اور اس کا علاج۔۔	قسط دوم	7 اپریل 2001ء
12	قبض اور اس کا علاج		21 اپریل 2001ء
13	ترک نشہ کی ادویات۔		30 مئی 2001ء
14	امراض جگر اور ان کا علاج		14 جون 2001ء
15	سردرد اور اس کا علاج	قسط اول	29 جون 2001ء
	سردرد اور اس کا علاج	قسط دوم	30 جون 2001ء
16	امراض قلب اور اس کا علاج	قسط اول۔	19 جولائی 2001ء
	امراض قلب اور اس کا علاج	قسط دوم	20 جولائی 2001ء
17	منہ کی تکالیف اور اس کا علاج	قسط اول	4 اگست 2001ء
	منہ کی تکالیف اور اس کا علاج	قسط دوم	6 اگست 2001ء
18	کینسر اور اس کا علاج	قسط اول	27 اگست 2001ء
	کینسر اور اس کا علاج	قسط دوم	29 اگست 2001ء
19	دانتوں کی بیماریاں اور ان کا علاج		4 اکتوبر 2001ء
20	امراض گردہ اور ان کا علاج		17 اکتوبر 2001ء
21	زبان کا فالج و دیگر تکالیف		26 اکتوبر 2001ء
22	ٹانسلز اور گلے کی خرابی	قسط اول	15 نومبر 2001ء
	ٹانسلز اور گلے کی خرابی	قسط دوم	16 نومبر 2001ء
23	آنکھوں کی تکالیف اور ان کا علاج	قسط اول	26 نومبر 2001ء
	آنکھوں کی تکالیف اور ان کا علاج	قسط دوم	28 نومبر 2001ء
	آنکھوں کی تکالیف اور ان کا علاج	قسط سوم	29 نومبر 2001ء
24	پتے کی تکالیف کا علاج		29 دسمبر 2001ء
25	متفرق بیماریوں کے متعلق ادویات		20 مئی 1999ء
26	روزے میں بھوک، پیاس، سردرد کی دوائیں		22 دسمبر 1999ء
27	شہد بطور شفاء		17 فروری 2000ء
28	کانوں کی بیماریاں		17 جنوری 2002ء
29	ذہنی اور نفسیاتی بیماریاں		23 جنوری 2002ء

تبصرہ کتب

حضرت عمر فاروقؓ (انگریزی)

نام کتاب	:	حضرت عمر فاروق ؓ (انگریزی)
مصنف	:	رشید احمد چوہدری صاحب
طبع اول	:	2001ء
ناشر	:	(احمدیہ) انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ
مطبع	:	رقیم پریس اسلام آباد برطانیہ
تعداد صفحات	:	106

زیر نظر کتاب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری پر مشتمل ہے جو کہ انگریزی زبان میں (احمدیہ) انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف جماعت احمدیہ انٹرنیشنل کے پریس سیکرٹری مکرم رشید احمد چوہدری صاحب ہیں جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیرنگرانی قائم شدہ چلڈرنز بک کمیٹی کے صدر بھی ہیں۔

چلڈرنز بک کمیٹی خدا کے فضل سے برطانیہ میں بچوں کے لئے انتہائی مفید مذہبی کتب کی اشاعت کی سعادت حاصل کر چکی ہے۔ اور یہ کمیٹی حضور انور کی نگرانی میں بچوں کے لئے کتب تیار کرتی ہے۔ کتاب کے آخر پر (کمیٹی کی طرف سے) بچوں کے لئے شائع شدہ مفید کتب بزبان انگریزی کی فہرست بھی شائع کی گئی ہے۔

حضرت عمر فاروق ؓ کتاب کا تعارف مکرم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن نے تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ کتاب کا مقصد ہمارے بچوں کو حضرت عمر فاروق کے بارہ میں معلومات فراہم کرنا ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنی زندگی راہ مولیٰ میں قربانیاں دیتے ہوئے گزاری اور عظیم نظام کی بنیاد رکھی۔

کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں حضرت عمر فاروقؓ کی قبول اسلام سے قبل کی زندگی کے بارہ میں حالات درج ہیں۔ جب کہ دوسرے باب میں حضرت عمرؓ کا قبول اسلام اور اسلام کے لئے دی جانے والی قربانیوں کا بیان ہے۔ تیسرے باب میں حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں ہونے والی فتوحات کا تذکرہ ہے۔ اور چوتھے باب میں خلافت حضرت عمر فاروق ؓ کے دوران ہونے والے عظیم کارناموں پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے کہ آپ نے کس طرح کا نظام حکومت رائج فرمایا۔ آخری باب میں حضرت عمر فاروق ؓ کی سیرت کے چند چیدہ چیدہ پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس میں آپ کی محبت الٰہی، عشق قرآن، عشق رسولؐ، حضرت ابوبکرؓ سے عقیدت، ہمدردی خلق، بچوں سے پیار، آپ کا عظیم کردار، غیر مسلموں سے حسن سلوک اور آپ کی شہادت کا بیان کیا گیا ہے۔

کتاب کے آخر پر کتاب میں موجود مذہبی و عربی اصطلاحات کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ انگریزی زبان جاننے والے بچوں کے لئے یقیناً اس کتاب میں حضرت عمر فاروق ؓ کی شخصیت اور آپ کے دور خلافت میں ہونے والے عظیم کارناموں کے بارہ میں مفید معلومات موجود ہیں۔ نئی نسل اپنے اسلاف کی اقدار کا مطالعہ کر کے یقیناً اپنے لئے ہدایت و راہنمائی کے راستے ڈھونڈنے میں کامیاب ہوگی۔ اختتام کتاب پر دنیا بھر میں کتاب کے ملنے کے پتے درج کئے گئے ہیں۔

(ایم۔ ایم۔ طاہر)

مرتبہ: ریاض محمود باجوہ صاحب

شذرات

اخبارات و رسائل کے مفید اور فکر انگیز اقتباسات

وقت کی پکار

جناب تاج رحیم صاحب ایڈیٹر ماہنامہ ''المرشد'' لاہور لکھتے ہیں۔

اس وطن میں دس کروڑ مسلمان رہتے ہیں۔اسی دیس میں اللہ اور رسول اللہ کے نام پر مر مٹنے والے جیالے بستے ہیں۔علوم دین کی کمی نہیں۔علمائے دین کی کمی نہیں، واعظوں اور خطیبوں کی کمی نہیں، دینی سیاسی جماعتوں کی کمی نہیں، دینی سیاسی رہنماؤں کی کمی نہیں، اسلامی نظام حکومت کے لئے کوشش کرنے والوں کی کمی نہیں۔اس کے باوجود ہم پر عذاب مسلط ہے اور مزید عذاب تباہی و بربادی کے انتظار میں اس دیس کے مسلمان سہمے بیٹھے ہیں، آخر کیوں؟............

آخر یہ بے بسی کیوں؟ یہ محرومی کیوں؟ اس عذاب میں کب تک رہیں گے؟ اذیتوں پر صبر و شکر کیوں اور کب تک کریں گے؟ کیا لاؤڈ سپیکروں پر خطبے اور تقریریں سن کر ہماری اذیت میں کمی آ جائے گی؟ کیا مناظروں، مباحثوں اور فتوؤں سے اس قوم کی تقدیر بدل جائے گی؟

تاتاریوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی تباہی ہوئی، اس وقت کے مسلمان بھی اسی حال کو پہنچے تھے جس میں آج ہم ہیں، علماء کی خدمات، ان کی قدر و عظمت سے انکار نہیں، ان ہی کی کاوشوں سے دین اور شریعت کی تعلیم ہم تک پہنچی ہے۔آج کے علماء نے علم ضرور سیکھا لیکن اس کی اہمیت اور زندگی کو شریعت کے تابع کرنے کے فن سے بیگانہ رہ گئے۔دین کو اپنا ذریعہ معاش بنا کر وہاں تک محدود کر دیا اور مسلمان قوم کو اسلام کی اصل روح، افادیت اور اس کی برکات سے محروم رہنے دیا۔اسی لئے آج ہماری زبان پر اللہ اور اس کے رسولؐ پر اقرار باللسان تو ہے لیکن تصدیق بالقلب سے محروم ہیں۔ہماری زبان پر اللہ کا کلام ہے لیکن اس کے اثر کو قلب تک پہنچنے کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں۔نبوت کے ظاہری حصے کو مان لیا اور باطنی حصے کو نہ صرف نہ مانا بلکہ رد کر دیا۔نتیجہ یہ ملا کہ ہم انفرادی اور بحیثیت مسلمان قوم کمزور اور ذلیل و خوار ہو گئے۔ذہنی اور روحانی بدحالی کے اس مقام پر پہنچ گئے کہ آپس میں دست و گریباں ہو کر اپنے اوپر عذاب کو مسلط کر کے خود کو بے بس کر دیا۔اب وقت ہے مردہ دلوں کو زندہ کرنے کا 'تاریک قلوب کو روشن کرنے کا۔نفرتوں کو محبت میں بدلنے کا' نفاق کو اتفاق میں ڈھالنے کا۔یہ تب ہی ممکن ہے کہ اپنے دلوں میں اللہ کی محبت کو بسائیں۔دنیا کے ناخداؤں کی خوشامد چھوڑ کر اللہ کی خوشنودی کو اپنا نصب العین بنائیں۔اس وطن میں دینی سیاسی جماعتیں بہت ہیں۔لیکن اللہ کے نام کی سربلندی کے لئے تحریک نہیں۔اسلام کے نام پر جو بھی تحریک ہو گی اگر اس میں اسلامی تصوف نہیں وہ تحریک نہ چل سکتی ہے نہ کامیاب ہو سکتی ہے۔تصوف ہی دین کا ایک ایسا شعبہ ہے جہاں برائیوں، کدورتوں، نفرتوں اور گناہ کے کیچڑ سے لت پت دلوں کی دھلائی، صفائی اور مرمت ہوتی ہے۔ان دلوں میں محبت بھری جاتی ہے' اخروی زندگی کے راستے صاف اور روشن ہو جاتے ہیں' قوموں میں ایسے انقلاب برپا ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف ظالموں' غاصبوں' لٹیروں اور بدکاروں کی حکمرانی سے نجات ملتی ہے بلکہ عدل و انصاف اور امن سے بھرپور' پرسکون اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔تصوف کے بغیر کوئی تحریک ایسے انقلاب کا سبب نہیں بن سکتی۔تصوف میں مقصد صرف ایک ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا۔''اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو وہ اپنے بندوں کو سنبھال لیتا ہے۔و انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔سب دنیا پر بلند اور غالب رہو گے جب تک پورے مسلمان رہو گے۔''

(ماہنامہ ''المرشد'' لاہور جولائی 1995ء کا اداریہ)

حیرانی کی بات

روزنامہ نوائے وقت میں ''سرراہے'' کا لکھاری پاکستان کے بعض علماء کے دورہ یورپ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

اخبارات نے خبر دی ہے کہ مجلس علماء پاکستان کے سربراہ اور بادشاہی مسجد لاہور کے سابق خطیب ڈاکٹر سید عبدالقادر آزاد پندرہ روزہ تبلیغی دورے پر برطانیہ اور سعودی عرب روانہ ہو گئے ہیں۔دوسری طرف پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین ڈاکٹر طاہر القادری کے بارے میں خبر آئی ہے کہ وہ بھی دو ماہ کے تبلیغی دورے پر بیرون ملک روانہ ہو گئے ہیں جس کے دوران وہ امریکہ اور کینیڈا کے علاوہ مختلف یورپی ممالک میں بھی جائیں گے۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے علمائے کرام یورپ اور امریکہ کو اسلام سے روشناس کرانے کے لئے سفر کی زحمتیں اٹھا رہے ہیں لیکن ہم حیران ہیں کہ یہ تبلیغی دورے گرمیوں کے موسم میں ہی کیوں ہوتے ہیں۔بقول مولانا حالی مرحوم۔

کہیں افطار کا حیلہ تو نہیں یہ حالی
آپ اکثر رمضان ہی میں سفر کرتے ہیں

مولانا آزاد تو برطانیہ کے علاوہ سعودی عرب میں بھی تبلیغ کے لئے جائیں گے جہاں پر اسلام کی کرنیں پھوٹتی تھیں۔اس لئے بعض لوگ ان پر الٹے بانس بریلی کسیں گے لیکن علامہ طاہر القادری کا سارا تبلیغی دورہ یورپ میں ہو گا۔اس لئے وہ مولانا آزاد سے کہہ سکتے ہیں کہ۔

سدھاریں شیخ کعبے کو ہم انگلستان دیکھیں گے
وہ دیکھیں گھر خدا کا ہم خدا کی شان دیکھیں گے

کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے علماء کرام حج اور ونج کے مصداق تبلیغ اور ٹھنڈے موسم کا لطف بھی اٹھائیں گے۔

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور 25 جولائی 2001ء)

معاملہ کہاں رکے گا

جناب مظفر حسین صاحب مذکورہ بالا عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

''پچھلے ہفتے (21 جولائی 2001ء) ''افکار جمال الدین افغانی کی روشنی میں پاکستان کی نظریاتی اساس'' کے موضوع پر جناب ڈاکٹر جاوید اقبال کے ایک لیکچر کا اہتمام کیا۔دوران تقریر........انہوں نے اپنے ذاتی تجربے کے حوالے سے سامعین کو بتایا کہ میں رجعت پسند ملاؤں کے دینی خیالات سے بیزار ہو کر اسلام سے بہت دور ہو گیا تھا' لیکن سرسید احمد خاں کی تفسیر پڑھ کر میں از سر نو مسلمان ہوا' کیونکہ ان کی تفسیر نے میرے اندر عقل کی بغاوت کو فرو کیا۔انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ میں مسجد میں نماز نہیں پڑھتا' کیونکہ وہاں ہر دم ہی کھٹکا رہتا ہے کہ کہیں سے مخالفانہ مذہبی عقائد رکھنے والا کوئی جنونی کلاشنکوف لے کر نمازیوں پر حملہ آور نہ ہو جائے۔انہوں نے کہا کہ آج دینی حلقوں کی طرف سے اس بات پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ حکومت اسلام نافذ کرے' لیکن جب کسی مسجد میں نماز پڑھنے والے ایک مذہبی جماعت کے افراد پر ایک دوسری مذہبی جماعت کا مسلح شخص حملہ آور ہوتا ہے تو وہاں حکومت کس طرح کا اسلام نافذ کرے؟ حکومت تو اس مسئلہ کو خالصتاً امن و امان کا مسئلہ سمجھتے ہوئے اسے خالص سیکولر طریقے سے ہی حل کرے گی' کیونکہ کسی ایک جماعت کا اسلام نافذ کر کے وہ یہ مسئلہ ہرگز حل نہیں کر سکتی۔لہٰذا علماء جس قسم کے اسلام کے نفاذ کی بات کرتے ہیں' وہ حکومت کے بس کا روگ نہیں۔علماء آج تک یہ بات بھی واضح نہیں کر سکے کہ وہ کس طرح کا نفاذ اسلام چاہتے ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے احمدیوں کا مسئلہ اٹھایا اور کہا کہ سر ظفر اللہ خاں نے یو این او میں اسلامی ممالک اور پاکستان کی جو شاندار خدمات انجام دیں' ان کا میں عینی شاہد ہوں' لیکن ہم پاکستانیوں نے احمدیوں کو کافر قرار دے دیا ہے۔کل کو شیعوں کو بھی کافر قرار دے دیں گے تو معاملہ کہاں جا کر رکے گا۔حکومت کیسے چلے گی اور پاکستان کیسے ترقی کرے گا۔انہوں نے کہا کہ قائداعظم'' اور علامہ اقبال'' نے اسلام کا نام لیا تو اس سے ان کی مراد مسلم کلچر تھی اور مسلم کلچر میں تمام فرقے سمائے ہوئے ہیں۔کلچر کی وضاحت کرتے ہوئے قائداعظم'' نے مثال دی تھی کہ ہم گائے کا گوشت کھاتے ہیں' ہندو نہیں کھاتے۔اسی کلچر کی حفاظت کی خاطر پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے قادیانیوں کا مسئلہ اٹھا کر ایک نئی بحث چھیڑ دی' جس کا نہ تو لیکچر کے موضوع سے کوئی تعلق تھا اور نہ ہی اس سے نظریہ پاکستان کو سمجھنے میں مدد ملی' بلکہ الٹا یہ ہوا کہ بعض لوگوں کے جذبات برافروختہ ہوئے۔ایک بہت ہی سنجیدہ اور متین نوجوان نے علامہ اقبال'' کی فکر کے حوالے سے فاضل مقرر کے فرمودات پر چند سوالات اٹھائے۔قادیانیوں کے بارے میں نوجوان کا سوال یہ تھا کہ علامہ اقبال'' تو ان اولین لوگوں میں سے ہیں' جنہوں نے حکومت برطانیہ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے ایک الگ مذہبی جماعت تسلیم کیا جائے۔اس پر جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے فرمایا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک زمانے میں علامہ اقبال'' نے احمدیوں کی تعریف بھی کی تھی' لیکن بعد میں سیاسی وجوہ پر ان کے مخالف ہو گئے۔

(روزنامہ پاکستان لاہور 28 جولائی 2001ء)

مفید کھاد

ہفت روزہ ''المنیر'' فیصل آباد نے جماعت احمدیہ کے مخالفین کے طرز پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک دفعہ اپنے اداریٔ نوٹ میں لکھا:۔

''ختم نبوت کا ایک لازمی تقاضا یہ تھا کہ امت محمدیہ بنیان مرصوص کی حیثیت سے قائم علی الحق رہتی۔اس کے جملہ مکاتیب فکر اور تمام فرقوں کے مابین دین کے احساسات پر اس نوع کا اتحاد ہوتا جس نوع کا اتحاد ایک صحیح الذہن امت میں ہونا ناگزیر تھا لیکن غور کیجئے کیا ایسا ہوا؟۔

بلاشبہ ہم نے متعدد مراحل پر اتحاد امت کے تصور کو پیش کیا اور سب سے زیادہ قادیانیوں کے خلاف مناظرہ کے سٹیج سے ڈائریکٹ ایکشن کے ویرانے تک ہم نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسلام کے تمام فرقے ''یک جان'' ہیں۔لیکن کیا حقیقتاً ایسا تھا۔کیا حالات کی شدید سے شدید تر نامساعدت کے باوجود ہماری تلوار تکفیر نیام میں داخل ہوئی؟ کیا ہولناک سے ہولناک تر واقعات نے ہمارے فتاویٰ کی جنگ کو ٹھنڈا کیا؟ کیا کسی مرحلہ پر بھی ''ہمارا فرقہ حق پر ہے اور باقی تمام جہنم کا ایندھن ہیں۔'' کے نعرہ سے کان نامانوس ہوئے؟۔

اگر ان میں سے کوئی بات نہیں ہوئی تو بتایئے اس سوال کا کیا جواب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھنے والی امت کے اگر تمام فرقے ''کافر'' ہیں اور ہر ایک دوسرے کو جہنمی کہتا ہے تو لامحالہ ایک شخص کی ضرورت ہے جو سب کو اس کفر اور جہنم سے نکال کر اسلام اور جنت کا یقین دلا سکے۔

اگر ایک سطحی ذہن اس سوال کا جواب نہ پا کر ہماری تمام علمی کاوشوں' مناظروں اور خطابات کے علی الرغم قادیانیت کی اندھی غار میں گر جائے تو اس میں قصور کس کا ہے''۔

(ہفت روزہ ''المنیر'' فیصل آباد 9 مارچ 56ء ص 5)

ایک اور نوٹ میں لکھتے ہیں:۔

''اس وقت جو کوشش ''تحفظ ختم نبوت'' کے نام

باقی صفحہ 7 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم محمود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ اطلاع دیتے ہیں - خاکسار کی والدہ محترمہ نور بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری نذر محمد صاحب مرحوم آف ادرحماں ضلع سرگودھا تقریباً دو ماہ بیمار رہنے کے بعد بقضائے الٰہی 24 جنوری 2002ء کو صبح تقریباً ساڑھے گیارہ بجے وفات پا گئیں۔ آپ کی عمر 75 سال تھی - بیت مبارک میں مرحومہ کی نماز جنازہ 25 جنوری کو بعد نماز فجر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد دعوت الی اللہ نے پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب ناظم وقف جدید نے دعا کروائی - مرحومہ نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جو سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں - آپ اپنے بیٹے مکرم مسعود احمد مقصود صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے پاس مقیم تھیں - مرحومہ کے لئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درخواست دعا

مکرم فضل احمد شاہد صاحب کارکن دفتر روزنامہ الفضل لکھتے ہیں میری بھابھی محترمہ ثمینہ کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم شبیر احمد صاحب ڈھولو کا الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ہرنیا کا آپریشن تجویز ہوا ہے موصوفہ ہسپتال داخل ہیں ان کے کامیاب آپریشن اور بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ طاہرہ بشیر صاحبہ اہلیہ مبشر احمد صاحب باجوہ دارالعلوم غربی ربوہ لکھتی ہیں میرے بہنوئی مکرم مبشر احمد صاحب ریحان ڈرائیور تحریک جدید انجمن احمدیہ ناک میں خون کے جاری ہونے سے علیل ہیں بلیڈنگ بار بار ہو رہی ہے کمزوری اور ضعف بہت ہے احباب سے ان کی مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گمشدہ رقم

خاکسار کی رقم مبلغ 2300 روپے اور دو عدد ٹیلی فون بلز بازار میں کہیں گم ہو گئے ہیں جن صاحب کو ملیں وہ درج ذیل پتہ پر پہنچا دیں - شکریہ

(شاہد محمود - تاج اینڈ سنز اقصیٰ چوک فون 213756)

☆☆☆☆☆☆☆

سانحہ ارتحال

مکرم جان محمد صاحب سابق معلم وقف جدید مورخہ 10 جنوری 2002ء کو شاہدرہ میں وفات پا گئے - آپ مکرم رحمت اللہ صاحب مرحوم کے ہاں 1924 میں جگراواں ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے اور معمولی تعلیم حاصل کی - 13 سال کی عمر میں فوج میں ملازمت اختیار کی - 1950ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے - اپنے خسر مکرم فقیر محمد صاحب علی پور ضلع مظفر گڑھ کے ذریعہ احمدیت کی سعادت پائی - 1966ء میں وقف جدید کے تحت زندگی وقف کی اور معلمین کلاس میں شامل ہوئے - 1972ء تک بطور معلم خدمت سرانجام دیتے رہے 1973ء میں اپنے حالات کی وجہ سے رخصت حاصل کر لی پھر 1988ء میں دوبارہ بطور معلم وقف جدید خدمت کا آغاز کیا - آپ کو پنجاب اور علاقہ نگر پارکر میں خدمت کا موقعہ ملا - آپ پکا نسوانہ ضلع جھنگ میں متعین تھے کہ گلے کی تکلیف کا آغاز ہوا - جو بڑھتے بڑھتے خطرناک صورت اختیار کر گئی اور جان لیوا ثابت ہوئی -

وفات کے وقت آپ اپنے بیٹوں کے پاس شاہدرہ میں مقیم تھے بچوں نے آپ کی خدمت کی سعادت پائی اور ان کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا - بیت المہدی گولبازار ربوہ میں بعد نماز مغرب مکرم مقصود احمد صاحب قمر مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی - تدفین عام قبرستان میں عمل میں آئی - قبر تیار ہونے پر محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے دعا کرائی - مرحوم نے اپنے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ 4 بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں - جو سب شادی شدہ ہیں ایک بیٹا مکرم منیر احمد شاہین صاحب مربی سلسلہ گولیکی ضلع گجرات ہیں - احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے - آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مدرسۃ الحفظ طالبات میں داخلہ

مدرسۃ الحفظ طالبات میں داخلہ برائے سال 2002ء اپریل 2002ء میں متوقع ہے - ان تمام والدین سے گزارش ہے جو اپنی بچیوں کے مدرسۃ الحفظ طالبات ربوہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ ابھی سے ان کو صحت تلفظ کے ساتھ قرآن کریم پڑھائیں - نیز ایسے تمام بچے داخلہ سے قبل قرآن پاک کا کم از کم ایک دور ضرور مکمل کر کے آئیں - تا کہ بچوں میں روانی پیدا ہو - خیال رہے کہ درست تلفظ اور روانی حفظ کرنے کے لئے بہت ضروری ہے -

(پرنسپل عائشہ دینیات اکیڈمی ربوہ)

خبریں

ربوہ میں طلوع وغروب

☆ بدھ 30 جنوری غروب آفتاب 5-42:

☆ جمعرات 31 جنوری طلوع فجر 5-36:

☆ جمعرات 31 جنوری طلوع آفتاب 7-00:

کنٹرول لائن پر جھڑپیں

کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر بھارتی گولہ باری سے 9 شہری زخمی ہو گئے - پاکستان کی جوابی کارروائی میں بھارت کے کئی مورچے تباہ ہو گئے -

امریکہ نے پاکستان کو دفاع کی ضمانت دی

ہے بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق سرکاری ذرائع نے بتایا ہے - کہ امریکن سنٹرل کمانڈ کے کمانڈر جنرل ٹومی فرینکس نے صدر جنرل پرویز مشرف سے ملاقات میں بھارت کے اگنی میزائل کے تجربے پر افسوس کا اظہار کیا ہے تاہم انہوں نے مشورہ دیا کہ پاکستان بھارت کی تقلید نہ کرے تاہم امریکہ پاکستان کو ہر قسم کے دفاع کی ضمانت دیتا ہے -

قاضی حسین کو لاہور ایئرپورٹ پر گرفتار

جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد جو کہ سرحد میں نظر بند تھے عدالت کے حکم پر رہا کیا گیا اور لاہور ایئرپورٹ پر پہنچتے ہی انہیں پولیس نے اپنی حراست میں لے لیا اور نظر بند کر دیا -

پاکستانی ہاکی ٹیم کو صدر کی طرف سے مبارکباد

ملائشیا میں چھ ملکی ہاکی ٹورنامنٹ جیتنے پر صدر جنرل پرویز مشرف نے ٹیم کو مبارکباد دی ہے -

باقی صفحہ 8 پر

بقیہ صفحہ 2

گیا کہ آپ کا پیٹ چاک تھا' ہند نے آپ کا کلیجہ نکال کر چبا لیا تھا مگر اسے نگل نہیں سکی تھی - معلوم ہوتا ہے کلیجہ نکال کے چبانے کی کوشش کی ہے تو پھر وہ الٹ گئی' اس کو الٹی آ گئی جس کی وجہ سے جس طرح وہیل مچھلی نے حضرت یونسؑ کو باہر پھینک دیا تھا اسی طرح یہ کلیجہ اس کے پیٹ میں جانا مقدر نہیں تھا' یہ کلیجہ معززتھا - اس کے چبانے کے متعلق لوگ کہتے ہیں یعنی عام طور پر روایات میں آتا ہے کہ کلیجہ چبا کے کھا گئی یہ غلط بات ہے - کلیجہ چبانے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے ناپاک پیٹ کو اللہ نے توفیق نہیں دی کہ وہ اس ناپاک پیٹ میں حضرت حمزہؓ کا کلیجہ ڈال سکے - چنانچہ اس روایت میں یہ تفصیل ہے کہ الٹ دیا اس نے اور کلیجہ نہ کھا سکی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا اس نے حمزہ کے کلیجے کا کچھ حصہ نگلا ہے - اب اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باریک نظر کو دیکھیں - آپؐ کو یقین تھا کہ ناممکن ہے کہ وہ نگل گئی ہو - عرض کی گئی نہیں کچھ حصہ بھی نہیں نگل سکی - آپ نے فرمایا اللہ نے حمزہ کا کوئی حصہ آگ میں ڈالنا پسند نہیں کیا - پس یہ استنباط محض میرا ذوقی استنباط نہیں - میرا ابھی یہی استنباط تھا مگر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظوں میں یہ بات سن لی کہ اس لئے خدا نے پسند نہیں کیا - اس روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ستر بار نماز جنازہ پڑھائی - کس طرح ایسا ہوا کہ ایک ہی نماز جنازہ ستر بار پڑھائی گئی ہو - وجہ یہ تھی کہ جب بھی کسی شہید کا جنازہ پڑھتے تھے یعنی احد میں اور ستر شہداء تھے تو ہر ایک کے ساتھ حضرت حمزہؓ کو شامل کر لیتے تھے اس لئے اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر بار حضرت حمزہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی -

(روزنامہ الفضل 14 دسمبر 98ء)

بقیہ صفحہ 6

سے قادیانیت کے خلاف جاری ہے - قطع نظر اس سے کہ کوشش کا اصل محرک خلوص' خدا کے دین کی حفاظت کا جذبہ ہے یا حقیقی وجہ معاشی اور منفی ذہن کے رجحانات کا مظاہرہ ہے - ہماری رائے میں یہ کوشش نہ صرف یہ کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مفید نہیں ہے بلکہ ہم علی وجہ البصیرت کامل یقین و اذعان کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ جدوجہد قادیانی شجرہ کے بارآور ہونے کے لئے مفید کھاد کی حیثیت رکھتی ہے -

تحفظ ختم نبوت ہو یا مجلس احرار - ان دونوں کے نام سے آج تک قادیانیت کے خلاف جو کچھ کہا گیا ہے اس نے قادیانی مسئلہ کو الجھایا ہے - ان حضرات کے اختیار کردہ طرز عمل نے راہ حق سے بھٹکنے والے قادیانیوں کو اپنے عقائد میں پختگی کا مواد فراہم کیا ہے - اور جو لوگ مذبذب تھے انہیں بدعقیدگی کی جانب مزید دھکیلا ہے -

استہزاء' اشتعال انگیزی' یاوہ گوئی' بے سروپا لفاظی اس مقدس نام کے ذریعہ مالی غبن' لادینی سیاست کے داؤ پیچ' خلوص سے محروم اظہار جذبات' مثبت اخلاق فاضلہ سے تہی کردار' ناخدا ترسی سے بھرپور مخالفت کسی بھی غلط تحریک کو ختم نہیں کر سکتی اور ملت اسلامیہ پاکستان کی ایک اہم محرومی یہ ہے کہ "مجلس احرار" اور "تحفظ ختم نبوت" کے نام سے جو کچھ کیا گیا ہے - اس کا اکثر و بیشتر حصہ انہی عنوانات کی تفصیل ہے -"

(ہفت روزہ "المنیر" فیصل آباد 6 جولائی 1956ء ص 7)

بقیہ صفحہ 7

قومی اسمبلی کی نشستوں کا چارٹ

نشستوں کی تقسیم	پنجاب		سندھ		سرحد		بلوچستان		فاٹا		اسلام آباد
	نئی	سابقہ	نئی	سابقہ	نئی	سابقہ	نئی	سابقہ	نئی	سابقہ	1
جنرل	147	115	59	49	32	26	14	11	12	8	
اقلیت	0	6	0	3	0	1			0	0	0
خواتین	33	11	15	5	9	3	3	1	0	0	0
ٹیکنو کریٹس	15	0	6	0	3	0	1		0	0	0
کل نشستیں	195	132	80	54	44	30	18	12	12	8	1

پاکستان نے فائنل میں آسٹریلیا کو شکست دی۔

11 ستمبر کے واقعات سے پاکستان کو رواں مالی سال میں ایک کھرب 8 ارب کا نقصان ہوگا

حکومت پاکستان نے 11 ستمبر کے واقعات کے نتیجہ میں پاکستان کی معیشت کو رواں مالی سال میں ہونے والے نقصانات سے آئی ایم ایف' عالمی بنک' ایشیائی ترقیاتی بنک اور دیگر امداد دینے والے اداروں کو باضابطہ طور پر آگاہ کر دیا ہے۔ وزارت خزانہ و اقتصادی امور کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ملک کو رواں مالی سال میں ایک کھرب 8 ارب روپے کا نقصان ہوگا اس لئے اس خلا کو پورا کرنے کے لئے عالمی امدادی ادارے پاکستان کی مدد کریں۔ یہ نقصانات ریونیو کی وصولی میں کمی' خسارے کے بجٹ میں اضافہ' برآمدات کے اہداف میں کمی اور غیر ملکی سرمایہ کاری میں کمی سے ہوئے ہیں۔

دورہ شارجہ کا شیڈول پاکستان کی کرکٹ ٹیم جو کہ ویسٹ انڈیز کے خلاف ٹیسٹ اور ایک روزہ میچوں کی سیریز کھیلنے کے لئے شارجہ پہنچ چکی ہے میچوں کا شیڈول حسب ذیل ہوگا۔ پہلا ٹیسٹ 31 جنوری تا 4 فروری' دوسرا ٹیسٹ 7 تا 11 فروری اور ونڈے میچز 14' 15 اور 17 فروری کو ہوں گے۔

اکسیر بلڈ پریشر

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

Fax:213966 ☎ 04524-212434

کاروں کی سروس اور مرمت کے لئے

ماڈرن کاہلوں موٹرز پر تشریف لائیں

بروز جمعہ بھی 12 بجے تک۔ مین سرگودھا روڈ ربوہ

فون 04524-214514

جائیداد برائے فروخت

انتہائی باموقع جگہ پر چھ دکانیں اور تین حصے پر رہائشی مکانات۔ کل رقبہ ایک کنال' سوئی گیس پانی بجلی ٹیلی فون دستیاب۔ جزوی یا کلی برائے فروخت ہے۔ برائے رابطہ

چوہدری مبارک علی اٹھوال چوک کچا بازار کارنر پلاٹ 52/17 دارالرحمت وسطی فون نمبر 211457

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل۔61

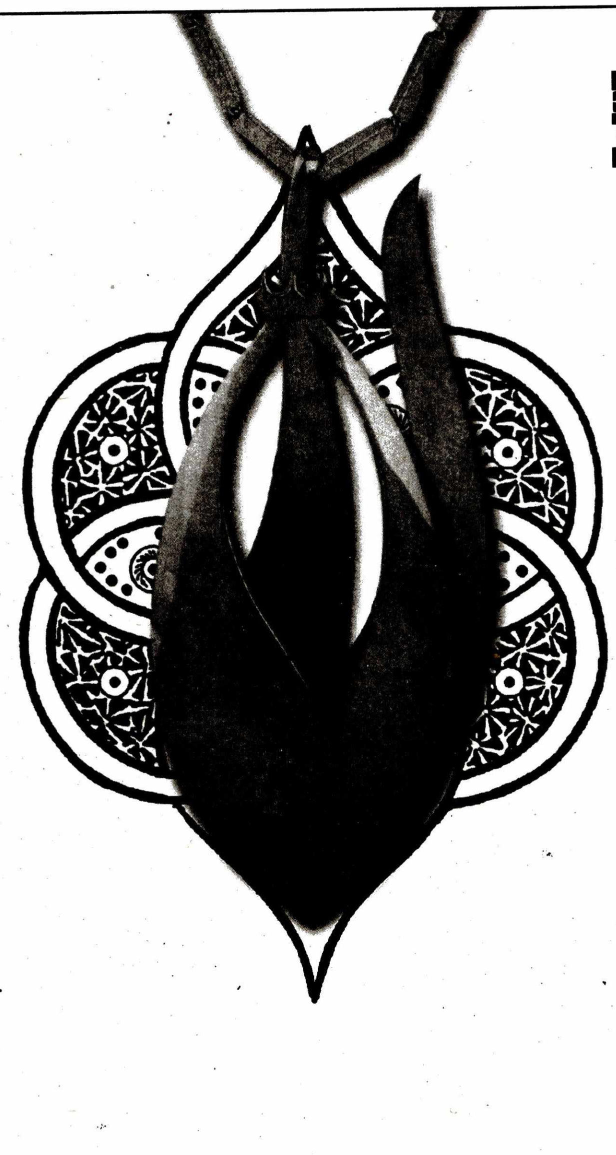

ELLERY THAT STANDS OUT.
h, Innovative. Unique.

Ar-Raheem Jewellers – the shortest distance between you and the finest hand-crafted jewellery in Pakistan.

For you, we have a broad selection of breath-taking designs in pure gold, studded and diamond jewellery. So, whether it's casual jewellery or wedding jewellery you are looking for, we have an exclusive design just for you.

In our latest collection, we have introduced an amazing 22 carat gold pendant. Inspired by Islamic calligraphy, this stunning design has been selected from the World Gold Council's 1999 Zargalli* gold jewellery design contest.

*Zargalli gold jewellery design contest is a promotional property of World Gold Council in Pakistan.

Ar-Raheem

Ar-Raheem Jewellers
Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700.
Tel: 6649443, 6647280.

New Ar-Raheem Jewellers
1st Floor, Bhayani Chambers, Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700.Tel: 6640231, 6643442. Fax: 6643299

Ar-Raheem Seven Star Jewellers
Mehran Shopping Centre, Kehkashan, Block 8, Clifton. Karachi. Tel: 5874164, 5874167. Fax: 5874174